مولانا سید احمد رضا بجنوری قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

دارالعلوم دیوبند کے نامور فرزند، امام العصر حضرت مولانا محمد انور شاہ کاشمیریؒ کے علوم کے امین اور ان کے فرزند نسبتی ، کامیاب مصنف، مایہ ناز محقق، محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری قدس سرہ کے رفیق اور "انوار الباری شرح بخاری" کے مؤلف حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوری قدس سرہ ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ کو رحلت فرمائے عالم آخرت ہوئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون۔ان للہ مااخذولہ مااعطی وکل شیءعندہ باجل مسمیٰ۔

مولانا مرحوم کا شمار ہندوپاک کے بالغ نظر اور محقق علما میں ہوتا تھا۔ طبیعت میں بے انتہا سادگی تھی، علوم عقلیہ ونقلیہ میں رسوخ کے ساتھ ساتھ علم حدیث پر آپ کی گہری نظر تھی، بلا کے ذہین اور نادر الوقوع قوت حافظہ کے مالک تھے، ریا، دکھلاوا اور نام ونمود سے نفور اور طبیعت میں اخفا اور خمول کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، خصوصاً اپنی طبیعت، باطنی زندگی اور اپنے مقام کو ہمیشہ اخفا میں رکھا۔ مولانا مرحوم کی وفات سے اہل علم ایک عظیم علمی سرمایہ سے محروم ہوگئے۔آپ علوم انوری کے ان ماہرین میں سے تھے جن کی نظیر ملنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

مولانا موصوف اس قحط الرجال میں علوم عقلیہ ونقلیہ خصوصاً علوم حدیث میں ایک سند کا درجہ رکھتے تھے' زندگی بھر مختلف میدانوں میں کام کیا' دار العلوم الاسلامیہ ڈابھیل میں مختلف درجات کے استاد رہے' مجلس علمی ڈابھیل کے صدر نگران اور دار العلوم دیوبند کے شعبہ نشر واشاعت کی نگرانی' خصوصاً حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کی تصانیف کی تسہیل وتبویب پر مامور رہے' اپنی زندگی کے آخری سالوں میں موصوف نے علوم انوری کو امت تک پہنچانے کا عزم کر لیا تھا جو ان کے پاس حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ کی امالی کی شکل میں محفوظ چلے آرہے تھے۔ چنانچہ مولانا مرحوم اپنے اس مقصد میں کافی حد تک کامیاب بھی ہو گئے اور "انوار الباری شرح اردو بخاری" کے نام سے انہوں نے ایک بہترین شرح بخاری اپنے لئے صدقہ جاریہ چھوڑی ہے۔

مقدمہ انوار الباری جلد ۲ میں مولانا موصوف نے "حالات راقم الحروف سید احمد رضا بجنوری" کے نام سے اپنا سوانحی خاکہ مرتب فرمایا ہے۔ قارئین بینات کی خدمت میں اسے لفظ بہ لفظ نقل کیا جاتا ہے:

ولادت :.......... جنوری ۱۹۰۷ء بمقام بجنور میں ہوئی'

ددھیال سیتاپور اور ننھیال جہاں آباد ضلع بجنور ہے۔

تعلیم :.......... احقر کی ابتدائی فارسی وغیرہ کی تعلیم بجنور میں ہوئی' ۱۰ سال کی عمر میں عربی کے لیے سیوہارہ کے مدرسہ فیض عام میں داخل ہوا۔

حضرت مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب بھی اس وقت وہاں فوقانی تعلیم حاصل کر رہے تھے' مولانا بشیر احمد صاحب بھٹہ بھی اس وقت وہیں مقیم تھے' ان دونوں حضرات سے تعلق نیاز مندی اسی زمانہ سے حاصل ہوا' وہاں میرا قیام اپنے تائے میر فیاض علی مرحوم کے تعلقات کی وجہ سے جناب چودھری مختار احمد صاحب رئیس سیوہارہ کے در دولت پر رہا جو بڑے علم دوست' نہایت عالی قدر مرجع عوام وخواص بزرگ تھے' غالباً ۱۹۱۸ء تک وہاں رہا' ۱۹۱۹ء میں مدرسہ عربیہ قادریہ حسن پور جاکر تعلیم جاری رکھی' وہاں حضرت مولانا ولی احمد صاحب یکمل پوری (تلمیذ حضرت شیخ الہندؒ) کی تعلیم وتربیت سے مستفید ہوا' مطالعہ کتب کا ذوق وشوق جو کچھ حاصل ہوا' وہ انہی کا فیض ہے۔

دار العلوم دیوبند سے اکتساب فیض:

۱۹۲۳ء تا ۱۹۲۶ء دار العلوم دیوبند میں رہا اس چار سالہ قیام میں زیادہ تعلق حضرت شاہ صاحبؒ' حضرت مفتی صاحبؒ' حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ سے رہا' ۴۵' ۴۶ھ جس میں دورہ حدیث تھا اصلاح تحریک کی تائید میں طلبہ نے دوبار تعلیمی مقاطعہ کیا' حضرت شاہ صاحب چند ماہ ترمذی پڑھا چکے تھے' پھر مستعفی ہو گئے' اور دوسرے اکابر

اساتذہ نے بھی ترک تعلق کیا' حضرت شاہ صاحبؒ کے ترک تعلق پر حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ نے باقی ترمذی شریف وبخاری شریف پڑھائی' دوسری اسٹرائک ہوئی تواحقر نے عدم شرکت اور تعلیم پوری کرنے کو ترجیح دی' جس کے لئے حضرت شاہ صاحبؒ سے بھی اجازت حاصل ہو گئی۔

تکمیل شوق:

اس طرح دورہ کا سال پورا کر کے احقر تبلیغ کالج کرنال چلا گیا وہاں تین سال اور چند ماہ رہ کر تبلیغی ضرورت کے لئے انگریزی پڑھی' ادب عربی کے تخصص کا نصاب پورا کیا اور کتب مذاہب وملل کا مطالعہ' مشق تقریر' تحریر اور مناظرہ کا سلسلہ رہا۔

کرشمہ غیبی' حق تعالیٰ کی شان اور فضل وانعام کو دیکھئے کہ ۱۳۴۶ھ میں دورہ کے سال حضرت شاہ صاحبؒ کے بے نظیر درس حدیث کی تشنگی سے جو دل شکستگی ہوئی تھی اور حضرت ہی کی اجازت پر تعلیمی سال بادل نخواستہ پورا کر لیا تھا اس کی تلافی چند سال بعد ڈابھیل کے قیام میں ہوئی کہ آپ کے آخری دو سال کے درس بخاری شریف میں شرکت استفادہ کی نعمت غیر مترقبہ مل گئی اور چونکہ حضرت

کے افادات خصوصی کی قدر و منزلت بھی دل میں اچھی طرح جاگزیں ہو چکی تھی اس لیے زیادہ توجہ بھی آپ کے ان ہی افادات پر مرکوز رہی جن کی پوری قدر اب انوار الباری کی ترتیب کے وقت ہو رہی ہے۔ فللہ الحمد و المنہ .

عقد نکاح :............ یہاں بطور تحدیث نعمت یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ۱۳۴۷ھ میں احقر کا عقد نکاح حضرت شاہ صاحبؒ کی چھوٹی صاحبزادی سے ہوا' نکاح حضرت علامہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے پڑھایا تھا۔ ان سے حضرت شاہ صاحبؒ کی زندگی کے بہت سے واقعات خصوصاً گھریلو زندگی کے بہت سے حالات کا علم بھی مجھے ہوا' خدا کرے حضرت شاہ صاحبؒ کے تعلق سے مجھے نفع آخرت بھی حاصل ہو۔ آمین۔

تدریسی خدمات :......... زمانہ تعلق مجلس علمی ڈابھیل میں ۵۔۶ سال تک کتب درسیہ بھی جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں پڑھائیں 'یاد رہے کہ البلاغۃ الواضحہ 'قدوری' کنز' ہدایہ 'شرح عقائد' دیوان متنبی 'اور سبعہ معلقہ وغیرہ پڑھائیں' حضرت مولانا احمد بزرگ صاحبؒ جس زمانہ میں افریقہ گئے تھے تو اہتمام جامعہ بھی احقر و مولانا مفتی بسم اللہ صاحب کو سپرد کر گئے تھے ' دیوبند سے فارغ ہو کر احقر نے مولوی فاضل

پنجاب یونیورسٹی کے امتحان میں اعلیٰ نمبروں میں کامیابی حاصل کی تھی اور چار سال تک مولوی فاضل کے پرچہ جواب مضمون عربی کا ممتحن بھی رہا۔

۱۹۴۶ء سے ۱۹۵۲ء تک احقر کا قیام بجنور رہا جس میں مطب کا مشغلہ اور کچھ لکھنے پڑھنے کا کام اور اہتمام یتیم خانہ اسلامیہ بجنور بھی ساتھ رہا' ۱۹۵۳ء سے ۱۹۵۹ء تک دہلی قیام رہا جس میں دفتر روزنامہ الجمعیۃ اور الجمعیۃ پریس سے انتظامی تعلق رہا۔

مآثر علمیہ کی اشاعت وترویج :

۱۹۳۰ء' ۳۹ء میں فیض الباری ونصب الرایہ وغیرہ طبع کرانے کی غرض سے رفیق محترم مولانا المکرّم علامہ محمد یوسف بنوریؒ کے ساتھ حرمین' مصر وترکی کا سفر ہوا' ۹۔۱۰ ماہ قیام مصر میں علامہ کوثریؒ سے تعلق واستفادات بڑی نعمت تھے' اسی طرح ترکی کے کتب خانوں کے بے نظیر مخطوطات عالم اور مصر کے معاہد اسلامیہ کی زیارت بھی ناقابل فراموش سعادت تھی۔ اس خالص علمی سفر کے اول وآخر جو اپنے محبوب ترین روحانی مراکز مکہ مکرمہ ومدینہ طیبہ کی حاضری' حج وزیارت کی نعمت وسعادت اور دونوں بار طویل قیاموں میں علماء حرمین سے تعلق واستفادات' معاہد ومکاتب

حرمین کی زیارت' یہ وہ نعمتیں ہیں جن سے اوپر کسی نعمت
کا تصور اس دنیوی زندگی میں نہیں ہو سکتا ہے:

شکر نعمت ہائے توچند انکہ نعمت ہائے تو
عذر تقصیرات ماچند انکہ تقصیرات

۱۹۲۹ء میں ڈابھیل پہنچا اور مجلس علمی سے تعلق ہوا
جو ۱۹۴۵ء تک باقی رہا' اس کے بعد رفتہ رفتہ ایسے حالات
پیدا ہو گئے کہ مجلس علمی کو مستقل طور سے کراچی منتقل
ہونا پڑا۔ حضرت مخدوم و محترم مولانا محمد بن موسیٰ میاں
صاحب بانی و سرپرست مجلس نے احقر کو وہاں بھی بلانا چاہا
اور اپنے خصوصی تعلق کی بنا پر مع متعلقین کراچی میں رہنے
کی سہولتیں بھی دینا چاہیں' مگر احقر کے لیے بعض وجوہ سے
ترک وطن کو ترجیح نہ ہو سکی' اب دو سال سے دار العلوم دیوبند
کے شعبہ نشر و اشاعت سے تعلق ہے جن میں حجتہ الاسلام
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ کی تصانیف کی
تسہیل' عنوان بندی و تصحیح اغلاط مطبعی وغیرہ کا کام سپرد ہے۔

اصلاحی تعلق: ...... دار العلوم دیوبند سے فراغت کے
بعد بیعت سلوک کی طرف رجحان ہوا' حضرت شاہ صاحبؒ
قدس سرہ سے استشارہ کیا کہ کس سے بیعت ہوں تو حضرتؒ
نے حضرت شیخ وقت مولانا حسین علی صاحب میانوالی قدس

سرہ کا مشورہ دیا' احقر ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت
ہوا اور تاحیات استفادات کرتا رہا' چند سال قبل حضرت شیخ
ومرشد مولانا عبداللہ شاہ صاحب' خلیفہ حضرت مولانا احمد
خانؒ صاحب کندیاں ضلع میانوالی پاکستان سے پہلے بذریعہ
مکاتبت اور پھر سرہند شریف میں بوقت زیارت مشافہتاً
شرف بیعت حاصل کیا آپؒ کی وفات کے بعد بھی اسی طرح
آپ کے جانشین حضرت شیخ ومرشد مولانا خواجہ خان محمد
صاحب دامت برکاتھم سے پہلے بذریعہ مکاتبت پھر گزشتہ
سال وقت تشریف آوری دیوبند مشافہتاً بیعت سے مشرف ہوا۔
واللہ الموفق لمایحبہ ویرضی۔"

مولانا مرحوم نے اپنی تالیف انوار الباری شرح صحیح بخاری اپنے اکابر مشائخ اور معاصرین کی خدمت میں ارسال کی' اور اس پر ان حضرات نے جس قدر ان کی داد وتحسین فرمائی' وہ بجائے خود مولانا کی علمی ثقاہت پر اجماع کا درجہ رکھتی ہے۔ حضرت موصوف نے اس سلسلہ کے اکابر کے مکاتیب کو "آرا وارشادات گرامی" کے عنوان سے مقدمہ انوار الباری میں شامل کر لیا ہے۔ موصوف نے بطور تبرک اپنے شیخ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ خان محمد دامت برکاتھم کا وہ مکتوب بھی نقل کیا ہے جو انہوں نے اپنے مسترشد ومرید' انوار الباری کے مصنف یعنی حضرت مولانا سید احمد رضا بجنوری قدس سرہ کو لکھا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا مرحوم اپنے شیخ سے باقاعدہ مکا...

فرماتے اور حضرت شیخ مدظلہ ان کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی فرماتے۔ حضرت شیخ مدظلہ نے مولانا مرحوم کو لکھا:

"بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات فقیر خان محمد عفی عنہ بگرامی خدمت حضرت مولانا احمد رضا صاحب عرض گزار ہے کہ آپ کا والا نامہ مع رجسٹری انوار الباری موصول ہو کر باعث سرفرازی ہوا۔ اس ہدیہ بہیہ اور یاد فرمائی کا بہت بہت شکریہ' جزاک اللہ تعالیٰ عنا خیر الجزا۔ حضرت مولانا ابو السعد احمد خان قدس سرہ نے ایک سال اپنے مخلصین کی جماعت کو دورہ حدیث شریف پڑھایا تھا۔ جس میں حضرت مولانا کے صاحبزادے مولوی محمد سعید مرحوم' حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب قدس سرہ اودیگر علماً متوسلین کی جماعت شامل تھی۔ حضرت نے سارے علوم کی تکمیل تین سال کانپور میں رہ کر کی' مولانا عبید اللہ صاحب پنجاب کے مشہور مدرس کانپور میں تھے' اکثر کتابیں ان سے پڑھیں۔

انوار الباری کا طرز بہت مفید اور فقیر کو بہت پسند آیا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل کے اسباب پیدا فرمائے' اور آپ کے اخلاص میں ترقی اور کام میں برکت عطا فرمائے آمین"

مولانا مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے گوناگوں اوصاف وخصوصیات سے نوازا تھا

چنانچہ شکر نعمت کے طور پر انہوں نے جو کچھ لکھا وہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہے۔ مولانا لکھتے ہیں :

"اپنے رب کریم کی لاتعداد نعمتوں کا شکر کس زبان و قلم سے ادا کروں سب سے پہلے اس نے میرے نہایت ہی مشفق باپ کے دل میں یہ داعیہ پیدا فرمایا کہ مجھے دینی تعلیم دیں' اس کی جگہ وہ اگر مجھے عصری تعلیم دلاتے اور کروڑوں اربوں کی دولت بھی میرے لئے چھوڑ جاتے تو وہ ہیچ در ہیچ ہوتی' پھر تکمیل کے بعد ہی حضرت شاہ صاحبؒ کی دو سالہ معیت واستفادہ کی نعمت سے ذرہ نوازی کی گئی جس کے صدقہ میں سولہ سال مجلس علمی میں رہ کر علمی دنیا سے روشناسی ملی' علم تو بہت بڑی چیز ہے' اور بڑوں کے نصیب میں خدا نے دی ہے لیکن اکابر امت کے علمی دروازوں میں جھانکنے کی سعادت ملنے کا اعتراف شاید بے جا نہ ہو' "کفی بفخر المثلی الظلوم الجہول"

اللہ تعالیٰ مرحوم کی بشری لغزشوں' کوتاہیوں سے درگزر فرما کر بال بال مغفرت فرمائے۔ آمین' قارئین بینات سے بھی درخواست ہے کہ اپنی دعاؤں اور ایصال ثواب میں انہیں فراموش نہ فرمائیں ۔

(ماہنامہ بینات کراچی صفر وربیع الاول ۱۴۲۰ھ)